

حافظ محمد ابراہیم فانی

استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا حافظ مفتی رشید احمد صاحب صدیقی حقانیؒ

چند آنسو - چند یادیں

صرف چند آنسو بہت تھے شرح غم کے واسطے
کیا خبر تھی منتظر دریا کا دریا دل میں ہے (ڈاکٹر عارفی)

موریہ ۲۱ مئی ۲۰۰۵ء کو حسب معمول ہم درس میں مصروف تھے کہ ایک طالب علم نے ایک رقعہ دیا۔ جس میں برادر محترم و مرحوم حافظ رشید احمد صاحب ابن قطب الاقطاب فقیہ العصر پیر طریقت استاذی و استاذ العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد فرید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ و بنیوض علومہ کی وفات حسرت آیات کی اطلاع تھی۔ زبان پر انا للہ وانا الیہ راجعون کا درد کیا۔ ان کی مغفرت کے لئے اجتماعی دعا کی گئی۔ اور دماغ میں فوراً علامہ اقبالؒ کا یہ شعر متحضر ہوا کہ

نہیں بیگانگی اچھی رفیق راہ منزل سے

نہر جا اے شرر ہم بھی تو آخر مٹنے والے ہیں

اس خبر وحشت اثر اور واقعہ فاجعہ سے دل غم و اندوہ اور درد و کرب کے ایک عجیب بحر محیط اور سیل بیکراں میں ڈوب گیا اور اللہ کی شانِ صمدیت آنکھوں کے سامنے جلوہ گر ہوئی۔ ع ما پرور یم دشمن و ما کشیم دوست

مگر قادر قدرت تو داری ہر چہ خواہی آں کنی مردہ را جانے تو بخشی زندہ را بے جاں کنی

آپ کے والد محترم اور ہمارے انتہائی شفیق و مہرباں استاذ ہزاروں علما و صلحاء کے شیخ و پیر طریقت حضرت مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ کے دل پر اس بیماری کی حالت میں کیا بتی ہوگی؟ اور کیا گزری ہوگی؟ اس کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنے جگر گوشے حضرت ابراہیم کی وفات پر فرماتے ہیں: وانا لبفسراقک یا ابراہیم

لمحزونون۔ مگر اللہ والوں کی شانِ نبالی ہوتی ہے ان کی تادیکہ انوکھی اور ان کا انجام از جہاں ہوتا ہے۔

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں

یہ عاشق کون سی بستی کے یارب رہنے والے ہیں

اور کیوں نہ ہو جن کا اوڑھنا بچھونا ہی سنت رسول ﷺ ہو اور جن کے ہر عمل سے اتباع حضور ﷺ کا پرتو جھلکتا ہو ان کی طمانیت و سکینیت کا کیا عالم ہوگا۔

ساقی تراستی سے کیا حال ہوا ہوگا جب بے یو تو نے ایسی شیشے میں بھری ہوگی

چنانچہ اسی وقت عازم زروبی (ہم ایک ہی گاؤں زروبی ضلع صوابی کے رہنے والے ہیں) ہوا۔ جانے سے پہلے محترم مولانا مفتی سیف اللہ صاحب حقانی 'استاذ حدیث و رئیس دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے پاس گیا' انہوں نے اس حادثہ جانکاہ کی خبر سنتے ہی اپنا درس بیضاوی شریف موقوف کیا تھا اور طلباء کو برائے ایصال ثواب ختم قرآن پاک کا فرمایا تھا۔ راقم جب ان کے پاس حاضر ہوا تو آپ طلبہ دورہ موقوف علیہ سمیت تلاوت قرآن کریم میں مصروف تھے ان کے ساتھ ملا تو وہ بھی انتہائی پر مردہ اور اندوہ گیس تھے مجھے فرمایا صاحب حق صاحب یہ کیا ہوا اور پھر فرمایا: کہ اب ہماری باری ہے

۔ موت سے کس کو رستگاری ہے آج وہ کل ہماری باری ہے۔

وإذا حملت علی القبور جنازة - فاعلم بانک بعدها محمول

راقم نے انہیں عرض کیا کہ آج جناب کا کیا پروگرام ہے میں تو ابھی جا رہا ہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم بعد میں جنازہ کے لئے حاضر ہوں گے۔ چنانچہ بندہ اکیلا گاؤں روانہ ہوا۔ راستے میں حافظ صاحب مرحوم کے ساتھ طالب علمی کے زمانے کی باتیں اور تقریباً بیس سالہ رفاقت کی یادیں ستانے لگیں اور یہ فکر بھی دامن گیر تھی کہ حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے ساتھ کیسے اور کس انداز میں تعزیت کروں کیونکہ میں خود اپنے آپ کو قابل تعزیت سمجھتا تھا جیسے جیسے فاصلے گھٹتے رہے دل کی دھڑکن تیز تر ہوتی گئی تا آنکہ جب اڑھ پراتر اتوا ایک نیکی ڈرائیور نے بتایا کہ مولانا رشید احمد کی میت ابھی دس منٹ پہلے ایمو لینس میں گاؤں کولائی گئی۔ تقریباً سوا گیارہ بجے حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے ہاں پہنچا آپ کے برادر زادے مولانا امداد اللہ حقانی نے بتایا کہ حضرت مفتی صاحب مدظلہ بیٹھک میں تشریف فرما ہیں۔ چنانچہ دبے پاؤں ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا سلام کیا مفتی صاحب مدظلہ نے پوچھا کس وقت آئے عرض کیا کہ ابھی آ پہنچا۔ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ اللہ والوں کی شان نزالی ہوتی ہے۔ آپ تسلیم و رضا کے مظہر اتم اور مرضی مولانا ازہمہ اولیٰ کے مصداق کامل جن کو دیکھ کر دل کی بیقراری جو کہ تلاطم خیز اور موجزن تھی اس میں یک گونہ سکون محسوس کیا سبحان اللہ پھر تعزیت کرنے والے مشائخ علماء اور دینی مدارس کے طلبہ خواص و عوام کالاتنا ہی سلسلہ شروع ہوا۔ اور مفتی صاحب صبر و رضا کے پیکر تشریف فرما تھے جن کی خاموشی میں ہم جیسے بقیاروں کے لئے ہزار سامان موعظت میسر تھا ہر آنے

والا حیرت و استعجاب کے عالم میں دوسرے ساتھیوں سے کہتا، دیکھئے حضرت مفتی صاحب کتنے پرسکون ہیں!! اور ان کا پُر نور چہرہ کس قدر طمانیت سے بھر پور ہے اور یہی ان قدسی صفات ہستیوں اور خدا کی برگزیدہ بندوں کی نشانیاں ہیں بقول مولانا حالی

شادمانی میں گزرتے اپنے آپ سے نہیں غم میں رہتے ہیں شگفتہ شادمانوں کی طرح

یہی وہ نور کے پتلے ہیں کہ جن کو دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔ اذ ار او اذن کر اللہ اور انہیں کے بارے میں ارشاد ربانی ہے
- الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ الذین آمنوا وکانو یتقون لہم
البشری فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرہ (الایۃ)

الغرض غم و اندوہ کے کوہ گراں کے باوجود ایک سکوت بکراں کا منظر تھا گو کہ بظاہر لب خاموش تھے لیکن ہر نفس حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے ساتھ شریک غم اور دلوں سے مرحوم کے لئے مغفرت کی دعائیں نکلتی تھیں۔

نماز جنازہ کے لئے عصر کی نماز کے بعد کا وقت مقرر کیا گیا تھا، چنانچہ وقت مقررہ پر مشائخ و علماء و صلحاء و طلبہ اور عوام و خواص کی کثیر تعداد موجود تھی دارالعلوم حقانیہ کے مشائخ و اساتذہ کرام و طلبہ کے علاوہ سرحد بھرے اکثر مدارس کے شیوخ و طلبہ جنازہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے، صوبہ سرحد سے تعلق رکھنے والے ممبران سینٹ و قومی و صوبائی اسمبلی اور بعض وزراء بھی اس موقع پر موجود تھے نماز عصر کے بعد حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے خود اپنے تخت جگر کا جنازہ پڑھایا۔ آہ گردش دوراں اور فلک پیر کی نیزگیوں نے یہ دن بھی ایک پیار شخ وقت کو دکھائی کہ وہ اپنے جگر گوشے کی لاش پر جنازہ کی تکبیر پڑھ رہا ہے۔ اللہ اکبر!! اللہ اکبر کہتے وقت ان کے دل پر کیا بیتی ہوگی۔

جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت میں ملیں گے

کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

جنازہ کے بعد مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ مولانا امان اللہ صاحب مدظلہ اور مولانا احمد اللہ جان صاحب ڈاگنی نے مختصر خطابات فرمائے۔ جنازے میں مشائخ علماء و صلحاء اور دینی علوم کے طلبہ کا جم غفیر اور کثیر تعداد ان کی مقبولیت عند اللہ کی واضح دلیل تھی۔ فضا سو گوار تھی لیکن ایک عجیب سکون کے ساتھ جس کا نظارہ بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے۔ بہر حال ہزاروں اشکبار آنکھوں سے ان کی میت لحد کے حوالہ کردی گئی۔ منہا خلقنا کم و فیہا نعید کم و منہا نخرجکم تارۃ

آخری

آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر کے استاذ استاذ ابراہیم ذوق نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ذوق اس بحر فنا میں کشتی عمر رواں

جس جگہ جاگلی بس وہ کنارہ ہو گیا

© rasailojaraid.com

یا بقول خواجہ الطاف حسین حالی

آلگا حالی کنارے پر جہاز الوداع اے زندگانی الوداع

مرحوم مولانا حافظ رشید احمد صاحب حقانی استاذی و استاذ العلماء و الصلحاء پیر طریقت فقیہ دوراں شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ کے فرزند ہیں۔ یہ علمی خانوادہ برسوں سے تشنگان علوم دینیہ کو سیراب کرتا چلا آ رہا ہے اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ تاقیامت جاری رہے گا۔ موضع زروبی ضلع صوابی صوبہ سرحد سے ان کا تعلق ہے۔ انہی علماء و صلحاء کی بدولت علمی دنیا میں اس قصبے کا بہت مقام ہے۔ راقم نے اس قصبہ کی عظمت پر نظم لکھی ہے۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

اے مرے مسکن زروبی نازش فصل بہار
علم کے چشمے یہاں پھوٹے کہ جن کے فیض سے
صدیوں سے آرہا ہے مرجع اہل سخن
قافلے آن قدسیوں کے تھے یہاں پر خیمہ زن
اس کی آغوش محبت میں پلا اک نازنین
وہ شہ اقلیم عرفاں حضرت عبدالحلیمؒ
اس کے باسی ہیں بہت دلدادگانِ علم و فن
ملتے ہیں یاں پر بہت سے اہل دل درد آشنا
حافظ و سعدی و رومی فکر کے مسند نشین
حشر تک فاتی اسی کا بانگین باقی رہے

راقم اور مولانا رشید احمد رحمہ اللہ زمانہ طالب علمی میں اکثر کتابوں میں ہم درس اور ہم سبق رہے۔

ماوجنوں ہم سبق بودیم درد دیوان عشق اوصحر ارفت و مادر کو چہار سواشدیم

انہوں نے جب نڈل کا امتحان دیا تو دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لیا اور راقم الحروف نے میٹرک کے بعد دارالعلوم حقانیہ سے باقاعدہ اپنے تعلیمی سفر کا آغاز کیا، جن مشائخ عظام اور اساتذہ کرام سے ہم نے اکتساب فیض کیا ان کے نام اور اسماء گرامی یہ ہیں۔ امام المتکلمین صدر المدرسین حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب زروبی قدس سرہ مفتی اعظم فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب مدنی مدظلہ حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد حسن جان المدنی مدظلہ حضرت مولانا عبد الغنی صاحب دیروی فاضل دارالعلوم دیوبند قدس سرہ حضرت مولانا محمد علی سواتی صاحب فاضل مظاہر العلوم سہارنپور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب

دیروی مدظلہ، حضرت مولانا فضل مولیٰ صاحب حال مہتمم دارالعلوم عربیہ اسلامیہ دہلوی اوگی، حضرت مولانا محمد ہاروت صاحب سوانی اور حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ۔

کتابوں کے ساتھ ساتھ ہم دونوں حفظ بھی کیا کرتے تھے۔ آپ مشہور قاری مولانا قاری علی الرحمان صاحب ہزاروی مدظلہ (ناپیا) سے قرآن پاک حفظ کیا کرتے تھے اور وہ انکے استاذ تھے اور ارقم الحروف ان کے پاس تجوید و قرأت سیکھنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ انتہائی مشفق و مہربان اور بے حد محنت اور محبت کرنے والے فرشتہ سیرت انسان۔ ایک وقت میں کئی کئی طلبہ ان سے سبق پڑھتے۔ کسی کو مشتق کراتے، کسی سے منزل سنتے۔ کسی کو جمال القرآن وغیرہ کا درس دیتے، اور یہ تمام کام ایک ہی وقت میں ہوتا تھا، ہم کبھی کبھی طالب علمانہ شوخیوں کی بدولت ازراہ امتحان سبق غلط پڑھتے اور اندازہ لگاتے کہ قاری صاحب ہماری غلطی پکڑتے ہیں یا نہیں۔ تو آپ فوراً ہماری طرف منہ پھیرتے اور فرماتے کہ او..... کیا پڑھتے ہو، کیسے پڑھتے ہو کیا پڑھا، دوبارہ سناؤ۔ ایک دفعہ اس بات پر بحث چلی۔ کہ ذہن بسیط ہے ایک وقت میں کئی امور کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے ازراہ تفہن کہا کہ ہمارے قاری صاحب کا ذہن اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے۔

اکثر جمعہ کی رات ہم دونوں بہت دیر تک گپ شپ میں مصروف رہتے، ہمارے اکثر ساتھی آپ کو حاجی صاحب کے نام سے پکارتے گو کہ آپ اس وقت حج بیت اللہ شریف سے سعادت یاب نہیں ہوئے تھے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کی اس عظیم شرف سے نوازا۔ جب آپ ابتدائی کتابیں پڑھتے تھے، تو حضرت مفتی صاحب مدظلہ آپ کو ملا صاحب کہہ کر پکارا کرتے تھے کسی نے حضرت مفتی صاحب مدظلہ سے استفسار کیا کہ آپ کیوں ان کو ملا صاحب سے پکارتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ اس لئے کہ یہ ابتداء سے اس لفظ سے مانوس ہو جائے کیونکہ بعض علمی خانوادوں کے بچے مولوی صاحب کے نام پر شرمندگی محسوس کرتے ہیں۔

انہیں دنوں مدرسہ میں ہفتہ وار طلبہ کی انجمنیں ہوا کرتی تھیں اور مختلف اضلاع اور علاقوں کے طلبہ کی اپنی علیحدہ انجمن ہوتی اور طلبہ اس میں بھرپور طریقے سے حصہ لیتے۔ مختلف ناموں سے ہم اپنی انجمن کو موسوم کرتے۔ بالآخر انجمن اصلاح الکلام ہماری انجمن کا مستقل نام ٹھہرا۔ جس میں ضلع مردان اور ضلع نوشہرہ اور ضلع پشاور (موجودہ صوابی مردان، چارسدہ، نوشہرہ اور پشاور کے اضلاع) کے طلبہ کی اکثریت ہوتی، چونکہ انہی اضلاع کے طلبہ اکثر جمعہ کی رات اپنے اپنے گاہوں کو جاتے۔ (فاصلے کی قربت کی وجہ سے) تو ہماری انجمن شرکاء کی حاضری کے اعتبار سے بہت کمزور ہوتی۔ اسی وجہ سے دوسری انجمنوں کے طلبہ ہمیں طعنہ دیا کرتے تھے ہم ان کو کہتے کہ آپ لوگوں کی تو مجبوری ہے کیونکہ آپ دور دراز علاقوں سے آئے ہیں، اپنے علاقوں اور گاہوں کو نہیں جاسکتے اس لئے انجمن میں باقاعدہ شرکت کرتے ہیں۔ تو یہ ساتھی انتہائی محنت اور کوشش سے تمام سال باقاعدگی سے اپنی انجمنوں کا انعقاد کراتے۔ پھر سالانہ امتحان سے دو تین ہفتے پہلے یہ انجمنیں ختم کر دی جاتی تھیں تاکہ امتحانات کے لئے تیاری کی جاسکے۔ ایک سال ہم انجمن اصلاح

الکلام والوں نے خفیہ طور پر مشورہ کیا کہ اس سال ہم اپنی انجمن کا اختتامی اجلاس بہت دھوم دھام سے منعقد کریں گے کہ دیگر انجمن والے حیران رہ جائیں اور ہر طرف ہماری انجمن اصلاح الکلام کا چرچا ہوگا۔ چنانچہ ہم نے سالانہ امتحان سے تقریباً ایک ماہ قبل اختتامی تقریب کے لئے وقت مقرر کیا۔ جو کہ جمعہ کی رات تھی۔ (کیونکہ یہ انجمنیں جمعہ کی رات کو منعقد ہوا کرتی تھیں) اور پراسرار طور پر اس کی تیاری شروع کی۔ فیصلہ یہ طے پایا کہ تین دن قبل اسکا اعلان کریں گے چنانچہ ہم نے شیخ الحدیث والفقیر حضرت مولانا محمد اللہ جان صاحب مدظلہ آف ڈاگنی سے وقت لیا اور انہوں نے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے آنے کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ جب دو تین دن باقی رہ گئے تو ہم نے اشتہارات لکھے اور گرد و نواح میں پھیلانے، اکوڑہ خٹک کی تمام مسجدوں اور بازار میں اعلانات کرائے۔ جب ہمارے دیگر انجمن والوں کو معلوم ہوا تو وہ بہت شگنائے کہ یہ کیا ہے ہر طرف انجمن اصلاح الکلام کا نام ہے۔ چنانچہ اصلاح الکلام کا اجلاس عظیم الشان جلسہ کی شکل اختیار کر گیا۔ اور کئی دنوں تک اس کے تذکرے ہوتے رہے۔ اس انجمن اور اس کی سرگرمیوں اور آخری اجلاس کے انعقاد میں مرحوم نے بھرپور حصہ لیا تھا۔ یہ واقعہ احاطہ دارالعلوم میں بیٹے ہوئے دنوں کی ایک جھلک کے طور پر سپرد قلم کیا۔

یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں
لیکن سب نقش و نگار طاقِ نسیاں ہو گئیں (غالب)

ساتھ ہی جمعیت طلباء دارالعلوم حقانیہ کی انتخابی سرگرمیوں بھی بھرپور طریقے سے شرکت کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو قابل رشک صحت اور جوانی سے نوازا تھا۔ شکل و شبابت میں بھی اپنے عظیم والد حضرت مفتی صاحب کے عکس جیسے تھے۔ راقم نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہم دونوں اکثر کتابوں میں ہم درس رہے ہیں۔ البتہ بندہ کاس فراغت ۱۹۷۸ء ہے اور آپ کا ۱۹۷۹ء۔ فراغت کے بعد ہم دونوں کو مادر علمی دارالعلوم تھانیہ نے آغوش شفقت میں لیا، اور محبت کی بانہیں ہمارے لئے پھیلائیں، راقم بھی دارالافتاء میں حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے فتاویٰ رجسٹر میں منتقل کیا کرتا تھا، اور آں مرحوم بھی، پھر آپ مستقل طور پر حضرت مفتی صاحب کے زیر سایہ اور زیر تربیت فتویٰ نویسی کا کام کرتے رہے، یوں حیات مستعار کے مہ و سال آد و شب روز بخوشی گزرتے رہے۔

آپ فطرتاً خاموش کم گو اور تنہائی پسند انسان تھے، لیکن کبھی کبھی دوستوں اور احباب کی محفلوں میں پر لطف مزاح بھی کیا کرتے تھے۔ آپ کا حلقہ احباب انتہائی محدو تھا، دارالعلوم حقانیہ میں تدریس و افتاء کے ساتھ ساتھ نوشہرہ میں امامیت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے تھے اور اپنے اہل و عیال اور بچوں سمیت وہاں رہنے لگے۔ اور روزانہ نوشہرہ سے دارالعلوم تشریف لاتے۔ اس دوران پہلے آپ کو نظر کی شدید کمزوری کی شکایت ہونے لگی، پھر کچھ مدت بعد آپ کو کمر کی تکلیف نے جالیا۔ مسلسل علاج کراتے رہے لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کے مصداق افاقہ کے بجائے مرض نے شدت اختیار کی۔ تا آنکہ آپ نے دارالعلوم کو آم روفت میں تکلیف کی وجہ سے خیر باد کہا۔ ایسا معلوم

ہوتا تھا کہ گویا ان کی صحت اور جوانی کو نظر بد لگ گئی۔ وفات سے چند روز قبل ان سے ساتھ ملاقات ہو گئی تھی، کیونکہ ان کی صحت کی بگڑتی ہوئی تشویش ناک صورتحال کی پریشاں کن خبریں آرہی تھیں۔ چنانچہ جب ملاقات ہوئی تو بے اختیار رونا آیا کیونکہ آپ مکمل طور پر مفلوج تھے۔ پاؤں تو پہلے جواب دے چکے تھے۔ اب ہاتھوں نے بھی کام چھوڑ دیا تھا۔ اور بالکل انسان تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ حضرت مفتی صاحب کے وہی فرزند ہیں جن کی قابل رشک جوانی اور پرکشش و خوبصورت صحت انسان کو اپنی طرف متوجہ کرتی تھی۔ مگر کل من علیہا فان کے خدائی قانون کے مطابق وقت موعود آ پہنچا اور آپ نے مورخہ ۲۱/مئی ۲۰۰۵ء ۱۲/ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ بروز ہفتہ داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔

الحی اللہ اشکو لا الی الناس اننی - اری الارض تبقی والاخلاء تذهب
بقول غالب سب کہاں؟ کچھ لالہ دگل میں نمایاں ہو گئیں

خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں
عارف جائی فرماتے ہیں۔ تو چردانی میوہ راتا شیریں از کجاست
زانکہ در زیر میں شیریں لبان حسپندہ اند

رحمہ اللہ رحمتہ واسعۃ اللہم اکرم نزلہ وبرہ مضجعہ
نذر اشک بیقرار از من پذیر گریہ بے اختیار از من پذیر
آخر میں اپنے مرحوم دوست کو چند بے قرار آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتا ہوں۔

سوئے علییں رواں، جانب رضاں رشید“
ہاتف غیبی نے آہ دی صدائے دردناک
کس قدر پر غم ہے آج، مفتی اعظم فرید
آہ تیری موت پر ناگہانی فوت پر
مفتی و حافظ بھی تھے، بہترین واعظ بھی تھے
عکس و جسم انقاء بیکر صدق و صفا
صاحب نسبت بھی تھے، در طریق نقشبند
اک ہجوم عارفان، تھی جنازے میں شریک
ہو دعا یہ فانی، عاجز و بیدل قبول
آگئی تاریخ سال، دل پہ فانی غیب سے
نور چشم محترم، ”مفتی دوراں“ رشید
رفت از دنیائے دوں، حافظ قرآن رشید
ہے دواں اف جانب، شہر خاموشاں رشید
ہر نفس ہے نوحہ زن، بادلی گریاں رشید
آسمان زہد پر نیر تاباں رشید
مست یثاق الست، فخر درویشاں رشید
ساتی میخانہ، بادہ عرفاں رشید
شان سے رخصت ہوئے، مرجبازی شاں رشید
حشر تک ہو ہمد، رحمت یزداں رشید

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
صاحب ایمان رشید